وی وی آئی پیز بکرے

تحریر: سہیل احمد لون

پردیس میں اکثر دیس، دیسی چیزوں، دوست اور رشتہ داروں کی قدر کچھ زیادہ ہی ہوتی ہے۔خاص طور پر دن دیہاڑ اور قومی تہواروں پر اپنے وطن سے دوری کا احساس کچھ اور ہی شدت اختیار کر جاتا ہے۔جشن عید میلا دالنبی ہو یا جشن آزادی، عیدالفطر ہو یا عید قربان ہر موقع پر اپنے دیس میں منائے ہوئے تہوار لاشعوری طور پر آنکھوں کے سامنے پریوں کی طرح رقصاں ہو جاتے ہیں۔

عیدالاضحیٰ پر بکرے کو گھر لا کر اس کی خوب خاطر کرنا......اس کا سنگھار کر کے گلیوں میں لے کر گھومنا۔قربانی کے بکرے کا عام بکروں سے کیا موازنہ......یہ تو بڑا "وی وی آئی پی" بکرا ہوتا ہے۔عید کا دن آتے ہی ہم اس وی وی آئی پی کو مکمل پروٹوکول کے ساتھ مرچ مصالحے لگا کر ہضم کر جاتے ہیں۔قربانی کے ان بکروں کا حال بھی ہمارے ملک کے ہر دلعزیز کھیل کرکٹ کے کپتانوں جیسا ہی ہے۔کرکٹ بورڈ نے بھی جس کھلاڑی کی قربانی دینی ہوتی ہے اس کو کپتان بنا دیا جاتا ہے۔چند دن وی وی آئی پی پروٹوکول اور پھر اس کو اپنے ذاتی مفادات کی خاطر "قربان" کر دیا جاتا ہے۔جو اپاہج بنا رہے اس کی "باری" کبھی نہیں آتی اور جو زیادہ بے بے کرے اس کو فوری طور پر "ڈسپلن کی چھری" کے نیچے لا کر میڈیا اور عوام کے آگے تڑپنے کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے۔پی سی بی کے چیئر مین اعجاز بٹ صاحب کی صحت اور جسم دیکھ کر تو یہی دکھائی دیتا ہے کہ ان کا ہر دن عیدِ قربان اور ہر رات شبِ برات ہوتی ہوگی۔شاید یہ گوشت کی گرمی ہے کہ ان کو کبھی ٹھنڈے دماغ سے سوچنے ہی نہیں دیتی اور مرغن لذیز غذائیں کھا کھا کر اُن کی آنکھوں پر چربی چڑھ گئی ہے۔تبھی تو عوام کی آواز سنائی دیتی ہے اور نہ میڈیا کا واویلا......!نہ ہی ان کو بین الاقوامی سطح پر پاکستان کی گرتی ہوئی ساکھ کا خیال ہوتا ہے۔زرداری صاحب نے تو ان کو کرکٹ بورڈ کا چیئرمین بنایا تھا۔مگر دنیا کرکٹ میں اُن کو "Cheer Man" کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔سی ٹرن کے ماہر بٹ صاحب کا دور بڑا یادگار ہے۔انہوں نے ایسے کارنامے انجام دیئے ہیں جس سے بیرونی ممالک کے کرکٹ بورڈ کے کلیدی عہدیدار نے ان کو مسخرہ تک کہہ دیا۔ان کی رکنیت معطل کرنے کی سفارش بھی کی گئی۔پاکستان کرکٹ ٹیم کے دورہ انگلستان کے بعد ان کو اپنے بیان کی پاداش میں معافی مانگنی پڑی۔اس میں خاص بات یہ تھی کہ معافی نامہ بھی برطانیہ کے بورڈ نے اپنی مرضی کے الفاظ میں لکھے تھے۔اپنے کھلاڑیوں کا دفاع کرنے کی بجائے یہ خود ہی ان کو انتقامی کارروائی کا نشانہ بناتے ہیں۔بورڈ کے عہدیدار اپنی روایت کو بڑی مستقل مزاجی سے برقرار رکھے ہوئے ہیں اور کھلاڑیوں بالخصوص کپتانوں کو "کھڈے لائن" لگانے میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔تعجب اس بات پر ہے کہ سابقہ کھلاڑی بھی اس مکروہ کام میں حصہ دار بن رہے ہیں۔کوچ وقار یونس کو شاید اپنی ریٹائرمنٹ کا دن بھول گیا ہے کہ کن حالات میں "بنانا سوئنگ کے سلطان" کو کرکٹ سے خیر باد دھونا پڑا تھا؟ جہاں تک ٹیم مینیجر انتخاب عالم کے انتظامی صلاحیتوں کا تعلق ہے تو وہ پچھلے چند دوروں میں سب پر عیاں ہو چکی ہیں۔

ہمارے ملک میں سب سے مشکل کام سچ بولنا اور اُس کا ساتھ دینا مشکل ترین کام ہے۔بدقسمتی سے سچے کا ساتھ دینے سے لوگ ڈرتے ہیں۔شاہد آفریدی نے ایسا کیا جرم کر دیا کہ وہ "نورنظر" سے "گھورنظر" بن گیا؟ معاشی بدحالی سے چور ہمارے ملک میں "کرکٹ

بورڈ" ہی ایسا ادارہ بچا ہے جس کے پاس کچھ پیسہ ہے۔اس پر بھی چند لوگ اپنی ہوس بھری نظریں جمائے بیٹھے ہیں۔اپنے مفادات کی لالچ میں وہ اپنے منصب اور فرض سے بھی غافل ہوگئے ہیں۔ کرکٹ بورڈ کو یہ سوچنا چاہئے کہ جن سپر سٹارز کھلاڑیوں کی کارکردگی کی بدولت ان کی روزی روٹی چل رہی ہے ان کی عزت اور حقوق کا بھی مناسب خیال رکھا جائے۔اگر کھلاڑی ہیں تو بورڈ ہے......اگر کھلاڑی ہی نہ ہوں گے تو بٹ صاحب خود تو میدان میں اترنے سے رہے......!پاکستان کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ سوائے عمران خان کے آج تک کوئی کپتان عزت سے رخصت نہیں کیا گیا۔کچھ سپر سٹارز کو تو الوداعی میچ کھلانے کی بھی زحمت نہ دی گئی۔یہ بات تو خاص طور پر کوچ وقار یونس کو اچھی طرح یاد ہوگی۔ہمارے ملک سے پہلے ہی کوئی کھیلنے کو راضی نہیں ۔اب نت نئے "شوشے" ہماری جگ ہنسائی کا سبب بنتے دکھائی دے رہے ہیں۔اب آئی سی سی کو درخواست بھی دی گئی ہے کہ کرکٹ سیاسی اثر ورسوخ سے بالاتر کیا جائے۔بھلا یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ہمارے ملک میں کون سا ایسا کام ہے جس میں سیاسی اثر ورسوخ شامل نہ ہو......؟گلی کا تھڑا، محلے کی مسجد، تھانہ، کچہری، تعلیمی ادارے، غرضیکہ کوئی بھی جگہ ایسی نہیں جہاں سیاست کا اثر ورسوخ کارفرما نہ ہو۔ہمارے ہاں کسی مقام تک پہنچنے اور اس پر قائم رہنے کے لیے سیاسی اثر ورسوخ کا بڑا عمل دخل ہے۔ٹیم میں آنا اور اس میں جگہ برقرار رکھنا بھی سیاسی اثر ورسوخ کی مرہون منت ہے نہ کہ کھلاڑیوں کی کارکردگی۔اگر کھلاڑی کی کارکردگی کو معیار بنایا جاتا تو محمد یوسف کو پلیئر آف دی ایئر کا ایوارڈ ملا۔اس کا صلہ اس کو یہ دیا گیا اور بورڈ والوں نے اُس کو "قربانی کا بکرا" بنا کر کب کا کھڈے لائن لگا دیا ہے۔کرکٹ وہ واحد کھیل ہے جس میں عوام سب اختلافات بھول کر یکجا ہو جاتی ہے۔ورلڈ کپ اس کا منہ بولتا ثبوت ہم سب دیکھ چکے ہیں۔تو کیا ایسے کھیل کو بھی سیاست کا کھیل بنا کر اس کا ستیاناس کر دیا جائے گا؟اس عوامی کھیل میں حالیہ تنازعے کا فیصلہ عوام نے ایک بار پھر بٹ صاحب کے حق میں نہیں دیا۔میڈیا اور عوامی دباؤ کو دیکھ کر سیاسی قوتیں بھی متحرک ہوگئیں اور معاملہ عدالت سے واپس لے لیا گیا۔کچھ دو اور کچھ لو کی پالیسی پر عمل درآمد ہوا مگر سب سے آخر میں اگر کچھ ہوا تو وہ صرف ملک کی بدنامی تھی۔یہی بات اگر چار دیواری میں طے ہو جاتی تو حالات مختلف ہوتے۔آئندہ ایسے واقعات رونما نہ ہوں اس کے لیے اب سنجیدگی سے سوچنا ہوگا۔آئے دن قربانی کے بکرے بنانے کا رواج ختم کیا جانا چاہئے۔کرکٹ بورڈ کو چلانے کے لیے دیانتدار اور پیشہ ور افراد کا انتخاب کیا جانا چاہئے۔عروج اور زوال زندگی کے ہر شعبے کا حصہ ہیں۔اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے ہمیں اپنے ان کھلاڑیوں کو جنہوں نے اپنا عروج کا دور گزار لیا ہو اگر ان کو ٹیم میں مزید نہ رکھنا ہو تو ان کو "قربانی کا بکرا" بنا کر ذلیل نہ کیا جائے بلکہ ان کو یادگار الوداعی میچ کھلا کر شان سے رخصت کیا جائے۔کھلاڑیوں کو بھی کسی قسم کا بیان دینے سے پہلے یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ وہ بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے سفیر ہیں اور ان کے منہ سے نکلا ہوا ایک لفظ بھی ملک کی بدنامی کا باعث بن سکتا ہے۔

دنیا کا کوئی نظام بغیر اصول اور قانون کے نہیں چل سکتا۔جس طرح کائنات کا نظام قدرتی اصولوں اور قوانین پر چلتا ہے اسی طرح انسان بھی گھر، ادارے اور ملک چلانے کے لیے قانون اور اصول وضع کرتے ہیں۔جن پر عمل پیرا ہو کر گھر، ملک اور ادارے کے نظام کو احسن طریقے سے چلایا جاسکتا ہے۔وہ گھر، ادارے اور ملک کامیاب رہتے ہیں جو اپنے بنائے ہوئے قوانین کو سب پر یکساں لاگو کریں۔انصاف کی بنیاد ہی بلا امتیاز فیصلے پر ہوتی ہے۔پی سی بی بھی اک ادارہ ہے جس کے اپنے اصول اور ضابطے ہیں۔مگر اس میں سزا

ہمیشہ کھلاڑیوں کو ہی کیوں ہوتی ہے؟ کیا چیئرمین صاحب نے آج تک کوئی غلطی نہیں کی؟ اگر ان سے یا بورڈ کے باقی عہدیداروں سے غلطی سرزرد ہوئی ہے تو ان کو کبھی سزا یا جرمانہ ہوا؟ اگر ٹیم منیجر اور کوچ سے غلطی ہو تو ان کو بھی تو سزا ہونی چاہئے۔ مگر محسوس ہوتا ہے یہ سب عہدیدار قانون سے بالاتر ہیں۔ تمام قوانین اور ضابطوں کا اطلاق صرف کھلاڑیوں پر ہی ہوتا ہے۔ پاکستانی کرکٹ میں مزید نظم و ضبط لانے کے لیے کھلاڑیوں، کوچز، منیجر اور بورڈ کے تمام عہدیداروں کو قوانین اور ضابطوں کی پاسداری کرنی ہوگی۔ صرف کھلاڑی اور خاص طور پر کپتان کو ہی "وی وی آئی پی قربانی کا بکرا " نہیں بنانا چاہئے۔

sohailloun@gmail.com

سربٹن۔ سرے

10-07-2011